شاہ عبدالحی اختر بنگلوریؒ اور انکی علمی خدمات

(از)
(سید قدرت اللہ صدر شعبۂ اردو فاروق کالج کالیکٹ)

ریاست کرناٹک کے حدود اربعہ میں آندھرا پردیش۔ تامل ناڈو۔ بہار اشٹرا اور کیرلہ کے بعض علاقے بھی شامل تھے حکومتوں کی تبدیلی کے ساتھ ریاست کرناٹک کے حدود میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہی۔ ٹیپو سلطان شہیدؒ کے عہد میں ریاست کرناٹک سلطنت خداداد کے نام سے بہت ہی وسیع ہوگئی تھی۔ سلطنت خداداد کی چہل سالہ حیات میں سیاسی، سماجی علمی اور مذہبی کارناموں کا جو ریکارڈ قائم ہوا ہے وہ تاریخ ہند کبھی فراموش نہیں کرسکتی سلطنت خداداد اور موجودہ ریاست کرناٹک کے بعض شہروں میں اسلامی تعلیمات پر جو کام ہوا ہے وہ بجائے خود ایک تحقیق طلب موضوع ہے۔

سلطنت خداداد پر زوال آئے ایک سو اسی برس ہو گئے اس طویل مدت میں ریاست کرناٹک نے جو چند سال قبل ریاست میسور سے مشہور تھی۔ متعدد علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے علاوہ کئی علمی و ادبی شخصیتوں کو بھی جنم دیا ہے جنھوں نے تصنیف و تالیف میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور اسلامی علوم و فنون کا بازار گرمایا ہے۔ ایک طرف علمائے دین نے زبان و قلم کے ذریعہ زوال یافتہ قوم میں دین و مذہب کا احیاء کیا تو دوسری طرف اہل باطن صوفیوں نے عوام و خواص کے دلوں کو روحانی انوار سے روشن کیا۔ بیسوں مدرسے اور خانقاہیں قائم ہوئیں۔ عرصۂ دراز سے میسور، بنگلور، سرا، ہاسن، گلبرگہ، بدر اور بیجاپور وغیرہ اسلامی علوم و فنون کے اہم مراکز رہے ہیں۔

شہر بنگلور میں علامہ عبدالحی فرنگی محلی کے ہم نام اور ہم عصر ایک عظیم تر شخصیت گزری

ہے جس نے زبان وقلم کے ذریعہ دین کی عظیم الشان خدمت کی ہے۔

شاہ عبدالحی احقر بنگلوری ایک ایسے گھرانے کے چشم وچراغ تھے جس میں حکومت اور منصب داری نسلاً بعد نسلٍ چلی آئی تھی۔ اس خاندان کے افراد انتظامی اور فوجی مناصب کے اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے ان کے جد اعلیٰ مرزا رسول بیگ شاہجہاں آباد کے منصب دار تھے اور ان کے فرزند مرزا قاسم بیگ کو سلطنتِ مغلیہ کی جانب سے ریاست کرناٹک میں نلمنگل اور سنٹی کپہ کا ایک وسیع علاقہ بطور جاگیر عطا کیا گیا تھا۔ یہ جاگیران کے فرزند مرزا حیدر بیگ کے بھی قبضہ میں رہی۔

مرزا قادر علی بیگ بن حیدر بیگ اعظم پور کے عملدار تھے اور یہ شہر ابھی تک اجم پور کے نام سے بنگلور پونا ریلوے لائن پر واقع ہے۔ مرزا قادر علی بیگ کے فرزند مرزا حیدر علی بیگ نواب حیدر علی خاں کے عہد میں گلدڑن ڈرگ اور بدنور کے آصف تھے۔ آئینۂ حیدری والشاعر صفدری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا حیدر علی بیگ بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس منصب کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کے ہمشیرزادہ بھائی مرزا ابراہیم بیگ صغر سنی میں یتیم ہو گئے تھے۔ مرزا حیدر علی بیگ جو لاولد تھے انھیں متبنّیٰ بنالیا۔ اور بڑی شفقت سے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ مرزا ابراہیم بیگ طبعزاد ذہانت کے مالک تھے علم وادب سے فراغت کے ساتھ گھڑسواری نیزہ بازی تیر اندازی اور شمشیر زنی میں بھی بڑا کمال حاصل کیا۔

مرزا حیدر علی بیگ نے اپنے دورِ آصفی میں اپنے ہونہار متبنّیٰ مرزا ابراہیم بیگ کو تزو بکرہ کا عملدار اور فوج کا رسالدار بنادیا۔ اور ان کا نکاح شاہ یوسف کی دختر کے ساتھ کردیا۔ جو سات گڈھ کے مشہور صوفی شاہ آدم کی اولاد سے تھے جن کا مزار آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۱۲۱۳ھ میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد سلطنت خداداد کا تختہ الٹ گیا

سلطنت میں جو منصب دار رہ گئے تھے گوناگوں مصائب کا شکار ہو گئے۔ مرزا ابراہیم بیگ بھی اس ظلم وستم کی زد میں آ گئے۔ انگریزوں نے انہیں عملداری سے برطرف کر دیا اور گھر کا کل ساز و سامان ضبط کر لیا گیا۔ اور یہ لٹا ہوا خاندان بڑی بیکسی اور بے بسی کے عالم میں بنگلور ہجرت کر گیا اور اس واقعہ کے تقریباً بیس سال بعد ۱۲۳۴ھ میں مرزا ابراہیم بیگ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بڈھن بیگ تھا جو بعد میں عبدالحی احقر بنگلوری کے نام سے مشہور ہوا۔

عبدالحی احقر کو بنگلور میں ہی متعدد علماء سے استفادہ کا موقعہ ملا۔ لڑکپن سے ہی آپ کا رجحان اسلامی تعلیمات کی طرف رہا۔ بڑے ذوق وشوق سے حصول علم میں مشغول رہے۔ اس دور کے بنگلوری علماء میں شاہ سید سجاد جلیل القدر مانے جاتے تھے۔ مولانا عبدالحی ان کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہو گئے۔ شاہ سجاد اس ہونہار طالب علم کی فطری و اخلاقی خوبیوں سے بے حد متاثر تھے اور نہایت شفقت وہمدردی سے انہیں علم وعمل صالح سے آراستہ کیا۔ اور ان میں علم وادب کی صحیح چاشنی پیدا کی۔ اس دور کے عظیم ترین شخصیتوں کی علمی دینی اور فکری کاوشوں سے انہیں آگاہ کیا۔ شاہ عبدالحی کو وعظ وتبلیغ سے بے حد شوق تھا۔ ماہِ رمضان میں ہر روز بعد نماز عصر پانچ پانچ احادیث حفظ کر کے تشریحات مطالعہ فرماتے تھے اور بعد نماز تراویح مصلیان مسجد کو درس حدیث دیتے تھے۔ احادیثِ شریفہ کے اسرار و رموز کی گرہ کشائی کا طریقہ خداداد تھا۔ اندازِ تخاطب بھی اس قدر دلکش تھا کہ درس حدیث کے لئے جا بجا مدعو ہونے لگے۔ اور یہی سلسلۂ درس حدیث وعظ ونصیحت کا روپ لیکر ان کی زندگی کا مقصد بن گیا صغر سنی سے ہی متدین ومتشرع رہا کرتے تھے۔ عوام و خواص دونوں ان کی وعظ وارشاد کی محفلوں میں جوق در جوق شریک ہوا کرتے تھے شہرت ان کے قدم چومنے لگی مولوی عبدالحی کے بجائے مولانا واعظ بنگلوری کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ شاہ عبدالحی میں متانت وبردباری اور عجز وانکساری بلا کی تھی تدین وتقویٰ ان کا شعار تھا۔ علم دین کے شیدا تھے ہر وقت انہیں اپنی تہی دامنی کا احساس ستاتا رہا۔ ان کے جذبۂ اطاعت

پر استفادی جذبہ غالب آگیا۔

ویلور جو اس وقت علم وعرفان کا مرکز تھا جہاں شاہ عبداللطیف بیجاپوری رح نے [illegible] سے ہی دینی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ علم دین اور معرفت الٰہی کا فیضان تقریباً ایک صدی سے جاری تھا اقطاب ویلور کی علمی وفکری کاوشوں سے پورا جنوبی ہند فیضیاب ہو رہا تھا اور وہ درس گاہ آج بھی قائم ہے جو دارالعلوم لطیفیہ کہلاتا ہے جس کی بنیاد رکھے ڈھائی سو سال سے زیادہ مدت بیت گئی اور خاموش دینی خدمت کرتے آرہا ہے۔

اس دارالعلوم کی شہرت وعظمت سے شاہ عبدالحی بے حد متاثر تھے۔ لہٰذا اس دانشکدہ سے آپ نے خود کو وابستہ کرلیا۔ اور اس دارالعلوم کے مختلف شیوخ سے استفادہ کرتے رہے اور خصوصاً سید شاہ محی الدین عبداللطیف قادری الملقب بہ قطب ویلور سے خوب استفادہ کیا دینی علوم سے فارغ ہوکر تصوف وسلوک کے مراحل بھی قطب ویلور رح کی نگرانی میں طے کئے۔ وعظ و رشاد اور فتوی کی اجازت حاصل کی۔ تصوف وسلوک کا خرقۂ خلافت پایا۔

چونکہ شاہ عبدالحی رشد وہدایت کے طالب اور جویا تھے استفادہ کا جہاں موقعہ ملا فنیمت جانا۔ چنانچہ سید احمد شہید رح کے خلیفہ سید محمد علی رامپوری مدراس وارد ہوئے ان کی بیعت کا سلسلہ جاری تھا تو ان کے خلیفہ میر احمد علی دہلوی سے بھی آپ نے [illegible] میں بیعت حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز کی تحریک کو ریاست کرناٹک میں عام کرنے کا سہرا آپ کے ہی سر تھا۔ مخالفین کی مخالفت کے پرخچے اڑا دیئے۔ مناظرہ اور مباحثہ میں کامیابی آپ کے قدم چومتی رہی۔ بعض متبدعین نے آپ کو اس سلسلہ میں وہابیت کا لقب بھی دیدیا تھا مگر آپ نے اس کی مطلق پروا نہ کی۔ دینی خدمت میں ۴۵ [illegible] تک برابر لگے رہے ان کی عمر کا یہی وہ زرین دور ہے کہ جس میں ان کی بیسیوں تصنیفات وتالیفات وجود میں آئیں نعت گوئی کا بھی بے حد ذوق رکھتے تھے چنانچہ آپ کا ایک نعتیہ دیوان بھی موجود ہے اور اکثر تصانیف کے مقدمہ اور اختتام پر ایک ایک نعت بھی پائی جاتی ہے۔ شاہ صاحب کی شاید ہی کوئی نعت ہو جس میں آپ نے جوار رسول مقبول صلعم میں مدفون ہونے کی خواہش ظاہر

نہ کی ہو۔ خدائے قدوس اپنے برگزیدہ بندوں کی آرزو کو پوری کر ہی دیتا ہے آخر ۱۳۱۸ھ میں حج بیت اللہ کے لئے نکلے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے کسی بیماری کے بہانے داعی اجل کو لبیک کہا اور ۲۴ محرم سنہ ۱۳۱۹ھ کو جوار رسول میں مدفون و مغفور ہو گئے۔

شاہ عبدالحی خدا ترس آدمی تھے قرآن و حدیث کے شیدا تھے اصلاح معاشرت کا جذبہ فطری طور پر آپ میں موجود تھا زندگی بھر وعظ و ارشاد کی محفلیں گرماتے رہے کفایت شعاری اور استغناء ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی خدا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو راہ راست پر لگانے میں نہایت بے باک تھے۔ انداز تخاطب دلکش تھا محفل وعظ پر ساحرانہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وعظ و ارشاد کا سلسلہ عشا کی نماز سے شروع ہو کر بعض اوقات صبح کی نماز پر ختم ہوا کرتا تھا سامعین تہجد کے بعد گناہوں پر استغفار کیا کرتے تھے اور اپنے گناہوں کے داغ صبح کی نماز تک آنسوؤں سے دھویا کرتے تھے۔ چوں کہ آپ صاحب قال و صاحب حال تھے سامعین میں بعض اوقات رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ کی مجالس وعظ و نصیحت میں شریک ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا کرتے تھے۔

شاہ عبدالحی احقر بنگلوری نے دین کے اہم موضوعات پر سو سے زیادہ تصانیف چھوڑی ہیں دین کا شاید ہی کوئی اہم موضوع ہو جس پر آپ نے ایک مستند مدلل اور جامع کتاب پیش نہ کی ہو۔ یہ ان خوش نصیب مصنفین میں سے ہیں جن کی زندگی میں ہی اکثر کتابیں طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہو گئی ہیں راقم کے پاس شاہ عبدالحی بنگلوری کی چند کتابیں موجود ہیں جو میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور دہلی ہو رہے شائع ہو چکی ہیں۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، سیرت و تاریخ، تصوف اور اسلامی معاشرت پر نہایت گیرائی و گہرائی کے ساتھ دینی لٹریچر ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ چنانچہ آپ کی چند اہم تصنیفات یہ ہیں۔

جواہر التفسیر فی السیر و التذکیر۔ عجیب مگر دلکش تفسیر ہے جس میں قرآنی الفاظ کی ساحرانہ دلکشی کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

فیض الباری ترجمۂ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری۔ یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں ۱۹۴۳ء سے پہلے شائع ہو چکی ہے راقم کا علم اگر صحیح ہے تو اردو میں فن حدیث اور خصوصاً بخاری اور اسکی شروحات پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو شاہ عبدالحی احقر بنگلوری کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اس کتاب کے شروع میں فن حدیث کی اہمیت اور اس کے اصول پر نہایت واضح مقدمہ ہے جو شاہ عبدالحی بنگلوری کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ پر دلالت کرتا ہے اس کتاب کے علاوہ حدیث میں ثلاثیات بخاری اور اربعینات بھی نظمائے گئے ہیں۔

جنان الیُسریٰ فی احوال سید البشر۔ یہ کتاب تقریباً چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے جو تقریباً سوا سو سال سے جنوبی ہند کے عوام و خواص میں رائج ہے ہر دوسرے یا تیسرے سال کرناٹک اور آندھرا سے شائع ہو کر ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ یہ کتاب مصنف سے بھی زیادہ شہرت رکھتی ہے اور طباعت کا یہ عالم ہے کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ آج بازار میں اس کا کونسا ایڈیشن چل رہا ہے۔ جن علماء نے اس کتاب کی بعض روایات پر شبہ کا اظہار کیا تھا مولانا بدر عالم کی کتاب ترجمان السنۃ دیکھنے کے بعد مولانا عبدالحی بنگلوری کے وسعت علم و فن پر حیرت کا اظہار کیا اور نہایت احترام کے ساتھ سراہا ہے۔

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب تقریباً ۵۰۰ طویل صفحات پر مشتمل ہے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ خلفائے اربعہ کی حیات و خلافت پر ایک جامع کتاب ہے جس میں شاہ صاحب نے خلفائے ثلاثہ پر طعن و تشنیع کی روایتوں کو بے وقعت ثابت کیا ہے اور بے حد سنجیدگی سے تاریخی اختلافات کو رفع کیا ہے اس کتاب کے مقدمہ میں خلافت کی دینی اہمیت اور اور صداقت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک طویل بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی خلفائے اربعہ سے متعلق وارد شدہ آیات اور احادیث کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔

علامہ عبدالحی بنگلوری کو اسلامی تاریخ پر کافی مہارت تھی سیرت و سوانح پر جس قدر کتابیں آپ نے لکھی ہیں ان میں نہایت ژرف نگاہی سے کام لیا ہے۔ تاریخ و سیرت پر سلسلہ وار

کتابیں لکھی ہیں سیرۃ النبی پر ترجمان السیر اور گلزار اطہر سیرت صحابہ پر حدیقۃ الاحباب حدیقۃ الابرار در فضائل آل اطہار۔ فلاح کونین در ذکر حسنین۔ تحفۂ مقبول در احوال بتول۔ سیرت محدثین و ائمہ کے سلسلہ میں چہار گلشن، روضۃ الابرار در احوال آئمۂ کبار۔ قلوب اصفیا ترجمہ تذکرۃ الاولیاء کے علاوہ تاریخ الخلفا للسیوطی کا بھی آپ نے ترجمہ کیا ہے۔

مناظرہ کے سلسلہ میں دلائل منیفہ در اثبات مذہب ابوحنیفہ۔ تحقیق الشفاعت رسائۂ مباحثہ۔ ید بیضا وغیرہ کتابیں تصنیف کی ہیں ۔ اصلاح معاشرت و عقائد کے سلسلہ میں چھوٹی بڑی پچیس سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں جن میں چند کتابوں کے نام یہ ہیں حقوق المومنین حقوق الزوجین۔ تحفۂ بنات در رد بدعات۔ رد الملحدین۔ سعادت ابدیہ اور تنبیہ الغافلین وغیرہ کافی مشہور ہیں۔

جمعہ کے اردو خطبات کے جواز میں فتویٰ دیکر ایک کتاب خطبات حرمین شریفین کے نام سے پیش کیا ہے اس کتاب میں چند عربی خطبات کے منظوم ترجمہ کے علاوہ بارہ مہینوں سے متعلق عوام میں جاری شدہ رسوم کی تردید قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح راہ پر گامزن ہونے کے لئے بہت سے ترغیبی خطبات بھی موجود ہیں اور یہ کتاب جنوبی ہند کی اکثر مساجد میں تقریباً سو سال سے پڑھی جا رہی ہے۔

علامہ عبدالحی بنگلوری کی تصنیفات ایک سو سے زیادہ موجود ہیں جیسا کہ ان کے فرزند مولانا عبدالقادر صوفی نے اپنی مختلف کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ اور خود مولانا عبدالحی نے بھی جا بجا اپنی تصنیفات کے نام گنائے ہیں۔

تقریباً آٹھ سال سے راقم علامہ عبدالحی احقر بنگلوری کی حیات اور کارناموں پر تحقیق کر رہا ہے۔ اب تک تقریباً نوے کتب کے نام مل چکے ہیں۔ جن کا ذکر شاہ صاحب نے خود اپنی تصنیفات میں جا بجا کیا ہے۔ اس ناچیز کو موصوف کی تقریباً پچاس کتابیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا

ہے کہ ریاست کرناٹک کا یہ ایک بے نظیر عالم اور مصنف گزرا ہے جس پر زمانے کی ستم ظریفی یہ ہے کہ اس جلیل القدر کثیر التصانیف بزرگ کو نہ تاریخ ز ادبِ اردو میں جگہ ملی اور نہ تاریخ ثقافت اسلامی میں اس کا ذکر آیا ہے

بہر کیف علامہ عبد الحی بنگلوری عربی فارسی اور اردو میں کافی مہارت رکھتے تھے اسلامی لٹریچر میں بہت بلند مقام کے حامل تھے اکثر بلکہ کل کتب میں اردو میں لکھی گئی ہیں زبان صاف اور شیریں ہے نظم و نثر پر یکساں قدرت رکھتے تھے اپنی منظوم اور منثور تصانیف میں عربی و فارسی عبارتیں اور اشعار نہایت خوبی سے سجا دیتے ہیں فصاحت و بلاغت کے گل کھلانا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر وہ ابلاغ کو خاص اہمیت دیتے تھے مافی الضمیر کو قاری کے ذہن پر نقش کرنا ان کا اولین مقصد تھا چنانچہ فرماتے ہیں ۔

در عربی و فارسی اے باصواب
لیک ہے ہندی میں بہت کم تو جان
اب جو ہے اس ملک میں ہندی زباں
ہے مجھے مقصود کہ سمجھے عوام ۔

شرع کی سیر میں ہیں بہت سی کتاب
اس لئے کم جانے سیر ہندیاں
کرتا ہوں میں اسی زبان پر بیاں
شعر کی ہرگز نہ نزاکت سے کام

مولانا احقر بنگلوری کی تصانیف کے تمام نام ۔ عربی و فارسی مسجع عبارت میں ہیں اور ان کتابوں کی سرخیاں بھی مسجع واقع ہوئی ہیں ۔ قرآن و حدیث کی عبارتیں برجستہ استعمال کرنے کی عادت تھی ۔ تقریر و تحریر میں ان کی یہ عادت نمایاں ہے ۔ اظہار خیال میں استنباطی نقطۂ نظر ملحوظ رہتا ہے ۔ باقی آئندہ

فہرست کتب و قواعد ضوابط کی کاپی مفت طلب فرمائیے ۔